International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 02, July-Sep 2024
pp: 13- 26

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

انسانی مِلک بنک کے قیام میں معاصر فقہاء کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Contemporary Scholars' Opinions on the Establishment of Human Milk Banks

Hafiz Muhammad Umar Farooq
PhD Scholar, Department of Islamic Studies GC University Lahore.
Email: hafizrajab907@gmail.com
Hafiz Muhammad Noman Ikram
PhD Scholar, Department of Islamic Studies GC University Lahore.
Email: nomanikram36@gmail.com

Abstract

Human milk banks are institutions that collect, screen, process, and distribute donated human breast milk to infants in need, particularly premature or critically ill babies. In Pakistan, the establishment of human milk banks aims to provide a safe and reliable source of nourishment for infants whose mothers are unable to breastfeed due to health issues or other constraints. The potential benefits include improved infant health outcomes, reduced neonatal mortality, and support for mothers who may experience difficulty with breastfeeding. However, the establishment of human milk banks in Pakistan faces significant objections from scholars, particularly on religious and cultural grounds. Some concerns include the issues of milk kinship, where sharing breast milk creates familial bonds in Islamic law, and the potential for misuse or unethical practices. This abstract provides an overview of the benefits and challenges associated with establishing human milk banks in the Pakistani context, highlighting the need for careful consideration of religious and ethical perspectives.

Keywords: Human milk banks, infant health, milk kinship, Islamic law, ethical concerns.

تحقیقی سوال (Research Question)

پاکستان میں انسانی مِلک بینکوں کے قیام کے خلاف معاصر فقہاء کون کون سے مذہبی اور ثقافتی اعتراضات اٹھاتے ہیں؟

What religious and cultural objections do contemporary scholars raise against the establishment of human milk banks in Pakistan?

اسلامی قانون میں رضاعت کے رشتے کا کیا تصور ہے، اور یہ انسانی مِلک بینکوں کی قبولیت پر فقہاء میں کیسے اثر انداز ہوتا ہے
How does Islamic law view the concept of milk kinship, and how does this impact the acceptance of human milk banks among scholars?

تحقیقی منہج (Research Methodology)

Literature Review / ادب کا مطالعہ: The study will begin with a comprehensive literature review of existing academic and religious texts, articles, and papers that discuss human milk banks, particularly focusing on Islamic jurisprudence and ethical considerations. **Reason:** This will help in understanding the existing knowledge base, identifying gaps, and setting a foundation for further analysis of scholars' opinions.

Qualitative Analysis / معیاری تجزیہ:Methodology: In-depth qualitative analysis will be conducted on the opinions of contemporary scholars, including Islamic jurists, healthcare professionals, and ethical scholars. This will involve collecting data from interviews, seminars, and published fatwas (Islamic rulings). **Reason:** Qualitative analysis is essential for interpreting the nuanced perspectives of scholars and understanding the underlying reasons for their views on the establishment of human milk banks.

ابتدائیہ:

تخلیق انسانی کی ابتداہی سے اللہ تعالی نے ماں کے دودھ کو انسان کی پرورش کا مصدر اول بنایا ہے جس کی صحت انسانی میں بہت بڑی تاثیر ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالی نے مرضعہ کو بمنزل ام قرار دیا ہے۔ اس مصدر اول کی مثل لانے میں عقل انسانی عاجز ہے اور نہ ہی انواع اغذیہ میں سے کوئی نوع ہی اس کا متبادل ہو سکتی ہے۔

مرور زمانہ اور دن بدن بڑھتی ہوئی ترقی کے ساتھ ساتھ تحفیظ و تبرید کے نئے نئے آلات کی ایجاد کے سبب اس دودھ کو زیادہ عرصے تک بطور غذا محفوظ کرنے پر انسان قادر ہوا۔ اس مقصد کے لیے تدریجائی نئی تجاویز رواج پاتی رہیں حتی کہ بلڈ بینک وغیرہ انسانی میڈیکل بینکوں کے قیام کی مثل انسانی ملک بینک کے قیام کا نظریہ وجود میں آیا، لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوا کہ کیا ان **انسانی ملک بینکوں** سے طفل رضیع کے دودھ پینے کا حکم رضاعت وہی ہے جو کہ بلاواسطہ ماں کا دودھ پینے کا ہے۔؟

در حقیقت اس موضوع پر بہت کچھ تحریر کیا گیا ہے اور کثیر ابحاث زیرِ تبصرہ ہیں۔ خصوصا پاکستان میں حالیہ دنوں میں انسانی ملک بنک کے قیام کے موقع پر بہت سے فتاوی جات اور بیانات اس کی وضاحت میں دیکھنے کو ملے، لیکن ان تمام ابحاث اور تحریرات میں تائید و تردید اور جواز و عدم جواز کے اعتبار سے بہت تعارض پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے میں نے اس بات کا عزم کیا کہ اس موضوع پر مختلف اقوال اور دلائل کو جمع کر کے مناقشہ اور جرح و نقد کے بعد اس حکم کو واضح کیا جائے جو صواب اور انصاف کے زیادہ قریب ہے۔

دودھ بینک(Milk Bank) کے قیام کی تاسیس پر ایک نظر:

پہلے ماؤں کے دودھ کے مضمرات اور Breast Feeding سے نسوانی حسن متاثر ہونے کا پروپیگنڈہ کیا گیا اور بچوں کو مصنوعی خوراک پر لگایا گیا، جب اس کے مضمرات سامنے آئے تو ماں کے دودھ کی اہمیت ان کے دلوں میں اجاگر ہوئی۔ یورپ میں دیگر انسانی اعضاء کے بنک کے قیام کی طرح ملک بنک بھی قائم کئے گئے۔ ملک بنک میں ایسی خواتین کا دودھ جمع کیا جاتا تھا جو عطیۃً یا قیمتاً دودھ دیتی تھیں اور انہیں جراثیم سے محفوظ کر کے پیکٹوں میں بند کر لیا جاتا تھا اور اطباء جب کسی بچے کو دیکھتے کہ اس کا وزن زیادہ کم ہے یا وہ غذائی کمی کا شکار ہے، یا کسی اور بیماری کی وجہ سے صحیح نشوونما نہیں پا رہا تو اسے ماں کا دودھ تجویز کر دیتے اور بعض اوقات خود اس کی اپنی ماں کے ہاں اس وقت دودھ نہ ہوتا اور معاشرتی صورتحال میں تعاون مفقود تھا، اس طرح کی صورتحال سے نبٹنے کے لیے انہوں نے ملک بنک قائم کرنا شروع کر دیے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلا انسانی ملک بینک 1909 میں آسٹریا کے دارالحکومت Vienna میں قائم کیا گیا، پھر اس کی اتباع میں 1919 میں Boston اور المانیہ میں انسانی ملک بینک کا قیام عمل میں آیا۔ یہ سلسلہ بڑھتا ہوا قریب قریب 35 ممالک تک جا پہنچا، یہاں تک کہ 1985 میں جنوبی امریکہ میں انسانی ملک بینکوں کے فیڈریشن کا قیام ہوا جس سے دنیا بھر میں انسانی ملک بینکوں کے قیام کا رجحان بڑھنے لگا۔ جس کے نتیجے میں 2013 میں اسلامی ملک ترکیہ میں انسانی ملک بینک کے قیام کے منصوبے کا آغاز ہوا۔

میڈیکل سائنس میں یقیناً یہ ایک بڑا قدم تھا اور جن اطباء نے یہ شروع کیا انہوں نے انسانیت کی خدمت کے لئے شروع کیا ہوگا۔ یورپ اور امریکہ میں چونکہ خاندانی نظام متاثر ہو چکا تھا اور نام نہاد تہذیب و ترقی کے نام پر وہ بہت سے خاندانی مسائل کا شکار ہیں اگر کسی وجہ سے بچے کو ماں کا دودھ میسر نہ آسکے تو اس بچے کو رضاعی مائیں (قیمتاً) خاندان میں بہت کم ملتی ہیں۔ مشرقی ممالک میں اور بالخصوص اسلامی ممالک میں بالعموم خاندان میں سے کوئی نہ کوئی خاتون ایسے بچے کو دودھ پلانے کے لئے تیار ہو جاتی ہے اور مرضعہ سہولت سے دستیاب ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے مغربی معاشرے کے مقابلے میں اسلامی اور بالخصوص ایشیائی ممالک میں مِلک بنک کے قیام کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔[1]

اسلام میں چونکہ رضاعت سے بہت سے نئے احکامات پیدا ہوتے ہیں، اس لیے مسلمانوں کے لیے مختلط مِلک بنک اتنی آسانی سے قبول نہیں کئے جاسکتے تھے۔ مغرب کا معاشرتی ڈھانچہ اس قابل نہیں تھا کہ رضاعی مائیں دستیاب ہوتیں یا ان کا دودھ آسانی سے دستیاب ہو سکتا یہ ان کی مجبوری تھی۔ مسئلہ یہ تھا کہ بہت سے مسلمان بھی وہاں قیام پذیر تھے جو اس مسئلہ سے براہ راست متاثر ہو رہے تھے، دین متین اور اس کے اصول و ضوابط سے کم واقفیت اور کم مائیگی کے سبب مشرق میں مغربی تہذیب سے متاثرہ مسلم ممالک ان کے تخلیق کردہ تصور اور عمل کو با آسانی قبول کرنے میں مصلحت اور منفعت سمجھتے ہیں۔

ملک بنک کے قیام وانتفاع کے متعلق مجوزین ومانعین کی آراء

امتصاص الثدی[2] سے ثبوت حرمتِ رضاعت پر علماء کا اتفاق ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ کیا سعوط ووجور[3] جیسا کہ ملک بنک کی صورت ہے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔؟ نیز اس کے ملک بنک کے قیام وعدم قیام کا شرعی حکم کیاہے۔؟ چنانچہ اس کے متعلق اہل علم کے تین اقوال ہیں۔

جمہور اہلِ علم کی دلیل کا مرکزی نکتہ " انشاز العظم وانبات اللحم":

جمہور اہل علم[4] کے نزدیک سعوط ووجور[5] اور ملک بنک سے انتفاع کی صورت میں بھی امتصاص الثدی کی طرح طفل رضیع کے لیے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ نیز کثیر معاصر اہل علم جیسا کہ مجمع الفقہ الاسلامی[6] اور قائمہ کمیٹی برائے بحوث العلمیہ و الافتاء[7] نے بھی یہی فتوی جاری کیاہے۔ اس موقف کے حاملین کے بنیادی دلائل درج ذیل ہیں۔

" عن عائشة؛ أن سالما مولى أبي حذيفة كان مع أبي حذيفة وأهله في بيتهم. فأتت (تعني ابنة سهيل) النبي صلى الله عليه وسلم فقالت:إن سالما قد بلغ ما يبلغ الرجال. وعقل ماعقلوا. وإنه يدخل علينا وإن أظن أن في نفس أبي حذيفة من ذلك شيئا. فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم "أرضعيه تحرمي عليه، ويذهب الذي في نفس أبي حذيفة" فرجعت فقالت: إني قد أرضعته، فذهب الذي في نفس أبي حذيفة۔"[8]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ، ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ کے ساتھ ان کے گھر ہی میں (قیام پذیر) تھے۔ تو (ان کی اہلیہ) یعنی (سہلہ) بنت سہیل رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: سالم مردوں کی (حد) بلوغت کو پہنچ چکاہے اور وہ (عورتوں کے بارے میں) وہ سب سمجھنے لگاہے جو وہ سمجھتے ہیں اور وہ ہمارے ہاں (گھر میں) آتا ہے اور میں خیال کرتی ہوں کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے دل میں اس سے کچھ (ناگواری) ہے۔ تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اسے دودھ پلادو، اس پر حرام ہو جاؤ گی اور وہ (ناگواری) دور ہو جائے گی جو ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے دل میں ہے۔ چنانچہ وہ دوبارہ آپ کے پاس آئی اور کہا: میں نے اسے دودھ پلوا دیاہے تو (اب) وہ ناگواری دور ہو گئی جو ابوحذیفہ کے دل میں تھی۔

اس روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ حضرت سالم کو دودھ پلادیں حالانکہ سالم اس وقت جوان ہو چکے تھے تو یہ کیسے ہو سکتاہے کہ ایک جوان اجنبی مرد کے لیے جائز ہو کہ وہ

ایک اجنبی عورت کے پستان سے اپنا منہ لگائے یقیناً حضرت سہلہ نے کسی برتن میں دودھ ڈال کر دیا ہو اور سالم نے اس برتن سے دودھ پیا ہو۔[9] اس بات کی تائید دیگر روایات سے بھی ہوتی ہے۔[10] لہذا اس سے ثابت ہوا کہ امتصاص الثدی کے علاوہ ملک بنک جیسی کسی اور صورت میں دودھ پینے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ نیز اصل علت امتصاص الثدی نہیں ہے بلکہ "انشاز العظم وانبات اللحم"[11] ہے۔جب اصل علت کو دیکھیں گے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ملک بن(Milk Bank)سے بھی حرمت ایسے ہی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ امتصاص الثدی سے ہوتی ہے۔ حلیب محلوب (دوہا ہوا دودھ) بھی گوشت بڑھانے اور ہڈی مضبوط کرتا ہے اس وجہ سے اس سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

انسانی دودھ کی خرید و فروخت اور شرعی مفسدات خدشات:

ملک بینک کے قیام میں بظاہر کچھ دنیاوی اور وقتی فوائد و مصالح ہوں گے جیسے ان بچوں کو انسانی دودھ فراہم کیا جائے گا جن کو ماں کا دودھ میسر نہ ہو وغیرہ وغیرہ، لیکن اس کے مقابلے میں اس طرح کے اداروں کے قیام سے متعدد شرعی مفاسد بھی واقع ہوئے ہیں مثلاً رضیع و مرضعہ کی جہالت (نسب معلوم نا ہونا) کے سبب شرعی احکام کے واسطے حرمت رضاعت کی پاسداری کا ناممکن ہونا، عام اشیاء کی طرح انسانی دودھ کی خرید و فروخت جو کہ تکریم انسانی کے خلاف ہے[12]، غریب خواتین کا رقم حاصل کرنے کی خاطر انسانی دودھ کو فروخت کرنا، کچھ مصروف یا اونچے طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین کا اپنے بچوں کو دودھ نہ پلانا وغیرہ وغیرہ پیدا ہوں گے اس لیے بحالت موجودہ فقہی قاعدہ "درء المفاسد اولی من جلب المصالح"Preventing harm is preferable to acquiring benefits""نقصانات کو روکنا فوائد حاصل کرنے سے اولیٰ ہے"[13] کے تحت اس طرح کے ادارے قائم کرنا جائز نہیں ہے۔

کئی ماؤں سے دودھ کا جمع کرنا اور انہیں آپس میں خلط کر دینا اور پھر اسے بچے کو اس حال میں دینا کہ ان خواتین کی کوئی معرفت نہ ہو جن کا دودھ اسے پلایا جارہا ہے، اور جب ایسی جہالت پیدا ہو جائے تو یہ خدشہ ہے کہ کل کلاں رضاعی محرم رشتہ سے نکاح کر بیٹھے۔ لہذا اس سے بچنا احوط ہے اور جمہور فقہاء کی رائے بھی یہی ہے۔[14]

اسلامی معاشرے میں انسانی دودھ کے استعمال کے متعلق معاصر فقہاء کی آراء:

انسانی دودھ کے قابلِ استعمال ہونے پر متعدد فقہاء کی آراء ملتی ہیں جن سے آگہی ہونا زیرِ بحث موضوع کی تقویت کا باعث ہے۔ڈاکٹر جبر[15] کہتے ہیں:

> "إن الفكرة تطرح في مصر قليلًا جدًا،۔۔۔لأنهم يحتاجون بشدة إلى الرضاعة الطبيعية، ولا يمكن للطفل من الحصول المباشر عليه، ولكن رغم أن الفكرة (أي فكرة بنوك الحليب)تم تنفيذها في بعض البلدان الأوربية وفي أميركا وتحقق نجاح كبير هناك إلا أنه يصعب تنفيذها هنا داخل مصر أولًا، لأن

الرضاعة الطبيعية ليس فيها مشكلة في مصر لأن نسبة% 85 من الأمهات المصريات يرضعن أبناءهن رضاعة طبيعية والباقي توفر له الحكومة الألبان الطبيعية (أي المرضع) والباقي توفر له الحكومة الألبان الصناعية المناسبة وبعض البدائل الأخرى (من) الرضاعة"[16]

ترجمہ: یورپ اور امریکہ میں ہو سکتا ہے کہ ملک بنک (Milk Bank) نے کچھ کامیابی حاصل کی ہو، لیکن مصر میں ان کی مطلقاً ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہاں طبعی رضاعت مشکل نہیں ہے کیونکہ ۸۵ فیصد مائیں اپنے بچوں کو خود دودھ پلاتی ہیں اور باقی کو مرضعہ کی صورت میں طبعی دودھ میسر ہو جاتا ہے اور جو تھوڑی تعداد باقی بچ جاتی ہے انہیں مناسب مصنوعی دودھ دستیاب ہو جاتا ہے یا رضاعت کے دیگر متبادلات دستیاب ہو جاتے ہیں۔

ڈاکٹر علی فھمی، نیشنل انسٹیٹیوٹ آف سوشل اینڈ کرمنل ریسرچ، کا کہنا ہے:

"إنه لو دخل هذا المشروع نطاق التنفيذ فسيكون فاشلًا وسيخلق جيلًا فاشلًا اجتماعيًا لا يمكن أن يتكيف مع المجتمع والبيئة التي يعيش فيها، وبالتالي سيخلق جيلًا ضعيفًا مليئًا بالأمراض والأوبئة لأنه سيحرم كثيرًا من الأطفال الأصليين أبناء هؤلاء الأمهات اللائي سيتعاملن مع هذا البنك مما سيترتب عليه حرمان هؤلاء الأطفال من حقهم الطبيعي في الغذاء مقابل بيع هذا اللبن كما سينتج عنه تشجيع كثير من الأمهات على امتهان هذه المهنة (مثل الاتجار ببيع الدم) وسيكون هؤلاء الأمهات من الطبقات الدنيا التي لاشك أن لديهن كثيرًا من الأمراض"[17]

یعنی اگر اس کو جائز قرار دے کر قائم کرنے کی اجازت بھی دے دی جائے تو ایک غلط فیصلہ ہو گا اور ایک معاشرتی فساد قائم ہو گا ،اس فساد زدہ معاشرہ میں بہت سے وبائی امراض موجود ہوں گے۔ دودھ کا عطیہ کرنے والی ماوں کے اصلی بچے اپنے غذا کے طبعی حق سے محروم رہ جائیں گے اس کے ساتھ ساتھ انسانی دودھ کی خرید وفروخت شروع ہو جائے گی جس سے بہت سی مائیں اس کا غلط استعمال کریں گی، جیسا کہ اس وقت خون کی خرید وفرخت اور دیگر انسانی اعضاء کی غیر قانونی خرید وفروخت کے معاملے میں ہے۔ نیز اس طرح سے بہت سی ماوں کے امراض کے جراثیم اور وائرس اکٹھے ایک ساتھ پیکٹ میں جمع ہو کر جگہ جگہ پھیل جائیں گے جس سے بیماریوں پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا۔ خون کی طرح سے دودھ کی سکریننگ کا نظام بھی قائم کرنا پڑے گا۔

2-انسانی دودھ کی خرید و فروخت پر مطلقاً جواز کا فتوٰی دینے والے متجددین کی آراء کا جائزہ:

بعض معاصر اہل علم[18] قیام مِلک بنک اور اس سے انتفاع مطلقا جائز سمجھتے ہیں۔ دارلافتاء مصر کا فتوی بھی اس کے جواز کا ہے۔[19] ان حضرات کی رائے کی بنیاد درج ذیل دلائل پر ہے:

ارشاد باری تعالی ہے:

وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ[20]

ترجمہ: اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور دودھ (کے رشتے) سے تمہاری بہنیں۔

اسی طرح فرمان نبوی ہے:

"یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب"[21]

ترجمہ "رضاعت سے وہ (رشتے) حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔"

مذکورہ آیت اور حدیث کی روشنی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ثبوت حرمت رضاعت کے لیے ارضاع اور رضاعت کو علت قرار دیا ہے اور رضاعت نام ہے **"امتصاص الثدی"** کا فقط، لہذا اس کے علاوہ برتن میں یا ملک بینک سے کسی خاتون کا دودھ پینا رضاعت نہیں کہلاتا ہے اور اس سے حرمت رضاعت بھی ثابت نہیں ہوگی۔[22] ان حضرات کے اس استدلال کی بنیاد امام ابن حزم کے حرمت رضاعت کے بیان کردہ تحدید مفہوم حرمت رضاعت پر ہے۔[23] نیز فقیہ ابو اللیث سمرقندی کا موقف بھی یہی ہے اور امام احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت اسی کی تائید کرتی ہے کہ سعوط و وجور کی صورت میں حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔[24] ملک بینک سے انتفاع بھی اسی قبیل سے ہے لہذا اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی، جب ملک بینک سے انتفاع کی صورت میں حرمت ثابت ہی نہیں ہوتی تو قیام ملک بینک اور اس سے انتفاع میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔

مذکورہ دلیل کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ مذکورہ آیت اور حدیث سے تحریم بالارضاع کا ثبوت تو ملتا ہے لیکن اس کے علاوہ کی نفی کا ثبوت بھی تو نہیں ہے، اس کے برعکس فقہاء نے کہا ہے کہ مذکورہ آیت اور حدیث قیاسی طور پر اسعاط و ایجار کے ذریعے ثبوت حرمت رضاعت پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ جس طرح "الارضاع" (امتصاص الثدی) سے انشاز العظم و انبات اللحم حاصل ہوتا ہے اسی طرح اسعاط و ایجار سے بھی اس کا حصول ہوتا ہے اور قیاس ادلہ شریعہ میں سے ایک معتبر شرعی دلیل ہے۔[25]

نیز فقیہ ابو اللیث سمرقندی سے صریح و صحیح سند کے ساتھ ان کا کوئی ایسا موقف ثابت نہیں ہے اور امام احمد بن حنبل سے اس سلسلہ میں دو روایتیں منقول ہیں جن میں سے مشہور اور معتمد فی المذہب روایت وہی ہے جو ائمہ ثلاثہ کے موافق ہے۔[26]

ڈاکٹر یوسف قرضاوی کہتے ہیں کہ حرمت رضاعت کی بنیاد جس چیز کو شارع نے قرار دیا ہے وہ "الامومۃ المرضعۃ" ہے نہ کہ انشاز العظم اور انبات اللحم ہے۔ اگر ایسی بات ہو تو کسی خاتون کا خون بچے کو لگانے کی صورت میں بطریق اولی تغذیہ اور انباط اللحم پایا جاتا ہے اس طرح تو بلڈ بنک کا قیام بھی ناجائز نہیں جبکہ اس سے بالاتفاق حرمت ثابت نہیں ہوتی ہے۔[27،28]

شبہات سے احکاماتِ شرعیہ ثابت نہیں ہوتے:

شکوک و شبہات سے شرعی احکام ثابت نہیں ہوتے۔ فقہی قاعدہ ہے "الیقین لا یزول بالشک" کہ یقین شک سے زائل نہیں ہو سکتا۔ ملک بنک کے ذریعے سے بچے کو دودھ فراہم کرنے میں بہت سے امور میں شکوک و شبہات رہتے ہیں اس لیے جمہور فقہاء کے نزدیک شک کی صورت میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی تو اس سے حرمت بھی ثابت نہ ہونی چاہیے، مرضعہ کے نام میں شک، دودھ کی اصل مقدار میں شک، مرضعات کی تعداد میں شک، دودھ کے مختلط ہونے میں شک،[29] غرضیکہ ہر چیز میں شک ہے تو اس سے رضاعت کیسے ثابت ہو گی؟[30]

عصری ضرورت کے تحت جواز کا ثبوت:

یہ ایک عصری ضرورت ہے، جس میں منتخب جزئیات پر اجتہاد "الاجتھاد الجزئی الانتقائی" کی اجازت اہل زمانہ کو ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے مسائل سے زیادہ بہتر طور پر واقف ہوتے ہیں اس لیے انہیں اس کا کچھ نہ کچھ اختیار دیا جاتا ہے۔ بہت سے صحابہ کرام اور فقہاء کے مذاہب جو مدون نہ ہو سکے وہ مدون مذاہب کے ہوتے ہوئے بالکلیہ کالعدم نہیں ہو جاتے بلکہ مستقبل کے مسائل کے حل میں ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ اس باب میں فقیہ اللیث بن سعد اور ابن حزم ظاہری کے اقوال سے سہارا لیا گیا۔ نیز اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے بند نہیں ہے وہ جدید مسائل کے فقہی حل کے لیے ہی کھلا ہے۔

ملک بنک کا قیام "یسّروا ولا تعسّروا" کا مقتضیٰ:

احوط کے بجائے ایسر پر فتویٰ دیا جانا چاہیے تاکہ لوگوں پر حرج نہ ہو اور ہمارے فتاویٰ آنے والوں کے لیے رکاوٹ کھڑی نہ ہوں اور دین سے دوری پیدا نہ کریں، کیونکہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں "ما خیرالنبی ﷺ بین الامرین الا اختار ایسرھما مالم یاثم"۔[31] جب کبھی بھی نبی ﷺ کو دو امور میں اختیار دیا گیا تو انہوں نے آسان کو اختیار کیا جب تک کہ وہ گناہ کا کام نہ ہو۔ اسی حدیث سے فقہی قواعد ماخوذ ہیں "الامر اذا ضاق اتسع "جب معاملہ تنگ ہو جائے تو اس میں وسعت پیدا کی جائے

گی ،اور قاعدہ ہے" الضرر یزال "ضرر کو زائل کیا جائے گا، اس لیے یہاں بھی اسی اصول پر آسان کو اختیار کرنا چاہئے۔[32] مذکورہ صورت میں ایسر اور مصلحت ومنفعت کا تعلق فقط طفل رضیع سے ہے جبکہ بچوں کی ایک قلیل تعداد اس کی محتاج ہے،اور فقہی قاعدہ ہے "العبرۃ للغالب الشائع لا للقلیل النادر" کہ اعتبار غالب اور شائع کا کیا جائے گا قلیل اور نادر کا نہیں کیا جائے گا۔ نیز ضرر اخف کو ضرر اشد سے دور نہیں کیا جاسکتا۔[33]

3-ناگزیز حالات میں "بالشرط" مِلک بنک کے قیام کا جواز:

بعض معاصر اہل علم[34] کے نزدیک انتہائی ناگزیر حالت میں بوقت ضرورت قیام ملک بینک اور اس سے انتفاع درج ذیل قیود شرائط کے ساتھ جائز ہے[35]:

1۔خریدوفروخت نہ کیا جائے۔

2۔دودھ کے حصول کے لیے باپردہ اور محفوظ بندوبست ہو جہاں مردوں کی مداخلت نہ ہو۔

3۔ہر عورت کا دودھ الگ الگ رکھا جائے۔

4۔بچے اور خاندان کا مکمل ریکارڈ عورت کو مہیا کیا جائے۔

5خاتون اور خاندان کا ریکارڈ بچے کے حوالے کیا جائے۔

6۔ایک بچے کو ایک ہی عورت کا دودھ پلایا جائے تاکہ کم رضاعی رشتے ثابت ہوں۔

7۔خالص ملک بنک(Milk Bank)کے مقصد کے لیے قائم کرنا جائز نہیں ہے۔[36]

ان حضرات کی رائے یہ ہے کہ اس طرح ضرورت بقدر ضرورت پوری ہونے کے ساتھ ساتھ نسب اور مفاسد شریعہ سے حفاظت بھی ہو گی۔[37] نیز قاعدہ ہے "الضرر یزال"[38] ضرر کو زائل کیا جائے گا،اور قاعدہ ہے "الضرورات تبیح المحظورات"[39] ضرورات ناجائز امور کو مباح کر دیتی ہیں۔اس لیے یہاں بھی اسی اصول ضرورت کو اختیار کرنا چاہئے۔[40]

دودھ بنک(Milk Bank)کے معاملے میں دو چیزوں کی وجہ سے کسی حد تک رخصت دی جاسکتی ہے، عموم البلوی اور جہالت۔یورپ اور امریکہ میں چونکہ یہ بنک وافر ہیں اور اطباء ان کے دودھ کو بچوں کے لیے استعمال کرتے ہیں اور اس کی ترغیب دیتے ہیں، عوام الناس اطباء کی رائے خلاف اپنی لاعلمی کے باعث نہیں چل سکتے بلکہ وہ مجبور ہیں کہ اطباء کی رائے کا احترام کریں۔یہ عموم البلویٰ کا مسئلہ صرف یورپ اور امریکہ میں ہی ہے اسلامی دنیا میں ایسا کوئی مسئلہ ابھی تک پیش نہیں آیا۔دوسری وجہ رضاعت میں جہالت کی وجہ سے بہت سی رعایتیں حاصل ہو جاتی ہیں لیکن یہ جہالت اختیاری نہ ہو بلکہ غیر اختیاری ہو۔

جہالت ختم کرنے کے لے یہ صورت اختیار کی جاسکتی ہے کہ پاکستان میں NADRA کے نام سے قومی ڈیٹا بیس تشکیل دیا گیا ہے جس میں ہر شخص کے تمام خونی رشتہ داروں کا ریکارڈ موجود ہوتا ہے، اسی طرح سے رضاعی رشتہ داروں کا ریکارڈ رکھا جاسکتا ہے۔ یورپ میں شناخت چھپانے کے لئے جو قانون سازی کی گئی ہے اس کا بھی حل موجود ہے کہ ڈبہ پر جن ماوں کا دودھ ہے ان کے صرف شناختی نمبر لکھے جائیں، اور بچے کے والدین یا ہسپتال کا عملہ جس بچے کو اس ڈبے سے دودھ پلائے ،اور اس پر موجود شناختی نمبروں کو بچے کی پیدائش کے سرٹیفیکیٹ میں اور NADRA کے ڈیٹا بیس میں شامل کروادیں ۔اس ضمن میں باقاعدہ قانون سازی کی جاسکتی ہے۔ بعد ازاں جب بچے کی شادی کا موقع آئے تو نادرا کے ریکارڈ سے اس بات کی تصدیق کی جاسکتی ہے کی جس خاتون سے اس کی شادی ہونے والی ہے وہ کہیں اس کی رضاعی محرم عزیزہ تو نہیں ہے ۔اس طرح سے نہ تو آیات الٰہی کا مذاق اڑایا جاسکے گا اور نہ ہی آدمی شکوک وشبہات میں مبتلا ہو گا۔[41]

نتائج بحث:

درج زیل امور کی وجہ سے مذکورہ اقوال میں سے پہلا قول اقرب للصواب معلوم ہوتا ہے تاہم انتہائی ناگزیر حالت میں بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت تیسرے قول کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

* جمہور اہل علمکے نزدیک سعوط ووجور اور ملک بنک سے انتفاع کی صورت میں بھی امتصاص الثدی کی طرح طفل رضیع کے لیے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ نیز کثیر معاصر اہل علم جیسا کہ مجمع الفقہ الاسلامی اور قائمہ کمیٹی برائے بحوث العلمیہ والافتاء نے بھی یہی فتوی جاری کیا ہے۔
* جمہور کی رائے کے مخالفت اور حدود اللہ میں مداخلت کرنا کوئی احسن اقدام نہیں ہے۔ مجوزین مطلقا یا بالقیود کے دلائل نقلیہ کی بنیاد محض لغت پر ہے جو کہ نقل اور عقل کے خلاف ہے۔ نیز ان کے موقف کے متعلق متقدمین کا کوئی تائیدی قول صریح وصحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔
* اصل علت حرمت ررضاعت جو نقلی و عقلی دلائل سے ثابت ہے وہ امتصا ص الثدی نہیں ہے بلکہ "انشاز العظم وانبات اللحم" (جس سے گوشت بنے اور ہڈی مضبوط ہو) ہے، اور یہ علت ملک بنک (Milk Bank) کے دودھ میں بھی پائی جاتی ہے۔
* ملک بینک کے قیام میں بظاہر قلیل اور وقتی مصالح ہیں لیکن اس کے مقابلے میں اس طرح کے اداروں کے قیام سے متعدد شرعی مفاسد پیدا ہوں گے۔ جیسے رضیع و مرضعہ کی جہالت کے سبب احکام حرمت رضاعت کی پاسداری کا ناممکن ہونا، عام اشیاء کی طرح انسانی دودھ کی خرید و فروخت رواج پانا اور انفیکشن کے خطرات وغیرہ۔ فقہی قاعدہ کے مطابق مصالح کے حصول کے مقابلے میں مفاسد کو دور کرنا اولی ہے۔

* قیام ملک بینک اور اس سے انتفاع کے مانعین کا مجوزین کی بنسبت قواعد فقہیہ سے استدلال قوی ہے، عقلی اور نقلی دلائل بھی زیادہ تر اسی کی تائید کرتے ہیں۔
* جواز کی صورت میں ایسر اور مصلحت ومنفعت پر عمل ضرور ہے لیکن اس کا تعلق فقط طفل رضیع سے ہے جبکہ بچوں کی ایک قلیل تعداد اس کی محتاج ہے، اور فقہی قاعدہ کے مطابق اعتبار غالب اور شائع کا کیا جائے گا قلیل اور نادر کا نہیں کیا جائے گا۔ نیز ضرر راخف کو ضرر راشد سے دور نہیں کیا جاسکتا۔
* قیام ملک بنک پر ایک خطیر سرمایہ درکار ہے، جو کہ اگرچہ انسانی جان کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا لیکن متبادل انتظامات ہونے کے باوجود حدود اللہ میں مداخلت کرنا اور رشتوں کے تقدس کی پامالی کی طرف قدم اٹھانا شرعا، نقلا اور عقلا جائز نہیں ہے۔
* حالات زیادہ ہی خراب ہوجائیں تو صرف یورپ کے مسلمان قول ثانی و ثالث سے حالت اضطراری کے تحت استفادہ کرسکتے ہیں، دیگر مسلمانوں کے لیے اس فتویٰ سے استفادہ کرنے کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے کیونکہ صحیح فیصلہ وہی ہے جو جمہو کی رائے ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] محمد اسحاق بروہی، شیر مادر بینک (Mother's Milk Bank) کا شرعی حکم، آرٹیکل، 2019ء، 54http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/

[2] بلاواسطہ ماں کی چھاتی سے دودھ پینا۔

[3] بلاواسطہ ماں کی چھاتی سے دودھ پینے کی بجائے بالواسطہ ماں کا دودھ پینا جیسے کسی برتن وغیرہ میں نکال کر پینا۔

[4] الحصكفي، محمد بن علي الحنفي(ت١٠٨٨ه-)،الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار،ج:9،ص:209

ابن رشد المالکی، أبو الولید محمد بن أحمد (ت٥٩٥ه-)، بداية المجتهد ونهاية المقتصد،ج:3،ص:62

ابن قدامہ مالکی، أبو محمد عبد اللہ بن احمد (٥٤١-٦٢٠ه)، المغنی،ج:9،ص:196

أبو اسحاق إبراهيم بن علي الشافعي الشيرازي(ت٤٧٦ه-)، المهذب في فقه الإمام الشافعي،ج:3،ص:134

[5] سمرقندی، محمد بن احمد، تحفۃ الفقہاء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت-1414ھ-ج:2،ص:238

القرافی، شھاب الدین احمد بن ادریس المالکی، الذخیرہ، دار الغرب الاسلامی، بیروت–1994م–ج:4، ص:274

[6]مجلة مجمع الفقه الاسلامی التابع لمنظمة المؤتمر الاسلامی، ج:2، ص:290(مکتبہ، سن)

[7]فتاوی اللجنة الدائمه، ج:21، ص:44، فتوی نمبر:21057

[8]الصحیح للمسلم، حدیث نمبر:1453

[9]النووی، أبو زکریا یحیی بن شرف(ت٦٧٦ھ)، المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ج:10، ص:31

[10]محمد بن سعد، الطبقات الکبری، مطبوعہ دار سادر بیروت–1388ھ–ج:8، ص:271

[11]سنن ابی داوود، حدیث نمبر:2059

[12]میرے خیال میں انسانی دودھ کی فروخت تکریم انسانی کے خلاف نہیں، کیونکہ اجرت پر ماؤں کا دودھ پلانے کو فقہاء قدیم نے بھی جائز رکھا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "فان ارضعن لکم فا توھن اجورھن "کہ اگر (طلاق کے بعد) وہ تمہارے لیے دودھ پلائیں تو انہیں ان کا بدلہ دے دیں۔ حضور ﷺ کو بھی حضرت حلیمہ نے اجرت پر دودھ پلایا تھا، زمانہ جاہلیت کی اس رضاعت کی اجرت کو حضور ﷺ نے بھی برقرار رکھا۔ بعض فقہاء نے اس اجرت کو اجارۃ الثدی کے بجائے بچے کی دیکھ بھال کی قیمت کہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اجارہ دودھ کا ہی ہے (المبسوط للسرخسی، ج:15، ص:118)۔ اس لیے ملک بنک کے قیام کی ممانعت کی وجہ تکریم انسانیت نہیں ہے بلکہ تحریم رضاعت سے پیدا ہونے والے مسائل ہیں۔ نیز مذکورہ خیال کے برعکس یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ انسانی دودھ کی فروخت اور اجارہ پر دودھ کا پلانا، اس میں بنیادی اور ایکحساس فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ اجارہ پر دودھ پلانے میں باقاعدہ وقت اور خدمت فراہم کی کی جاتی ہے، جب ملک بینکو غیرہ میں دودھ فروخت کرنے کی صورت میں محض انسانی دودھ کا فروخت دیگر بازاری چیزوں کی طرح ضرود اور خرید و فروخت کی مثل ہو گا جو کہ تکریم انسانی کے خلاف تصور کیا جاسکتا ہے۔

[13]مجلۃ المجمع الفقہ الاسلامی، ج:2، ص:284

[14]احوط پر عمل کرنا آدمی کا اپنا ذاتی فعل ہونا چاہئے نہ کہ فقہاء اپنے فتاویٰ میں احوط پر فتویٰ دینا شروع کر دیں بلکہ انہیں چاہئے کہ وہ رخصت پر ہی فتویٰ دیں۔

[15]وزیر صحت مصر اور استاذ طب الاطفال اور اطباء کی ایسوایشن کے رئیس

[16]مجلۃ المجمع الفقہ الاسلامی، ج:۱، ص:۸۱

[17]مجلة مجمع الفقه الاسلامی التابع لمنظمة الموتمر الاسلامی بجدة، ج:2، ص:282

[18]جن میں ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ مصطفی الزرقاء، جاوید احمد غامدی وغیرہ شامل ہیں۔

[19]فتاوی دار الافتاء المصریۃ، المفتی احمد ھریری، 8 جلائی، 1963ء

[20]سورۃ النساء:23

[21] صحیح مسلم، حدیث نمبر:3601

[22]سلسلہ مطبوعات منظمۃ الطب الاسلامی، ص:52-55

[23]ابن حزم، المحلی، ج:10، ص:175

مجلة مجمع الفقه الاسلامی التابع لمنظمة الموتمر الاسلامی بجدة،ج:2،ص:[24]281

[25]ابن حزم کے نزدیک مفہوم رضاع امتصاص الثدی کے ساتھ ہی مقید اور خاص ہے، اس پر قیاس کر کے علت مشترکہ کی بنا پر اس کا حکم کسی اور صورت میں نہیں لگایا جاسکتا کیونکہ ان کے نزدیک قیاس دلیل شرعی نہیں ہے۔

[26]مجلة مجمع الفقه الاسلامی، ج:2، ص:277-281

[27]بحث / القرضاوی، ڈاکٹر یوسف، سلسلہ مطبوعات منظمۃ الطب الاسلامی، ص:52-55

[28]ان دونوں (دودھ اور خون) کی نوعیت میں بہت زیادہ فرق ہے، کیونکہ بعض اوقات خون سے وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جو کہ دودھ سے حاصل نہیں ہوسکتے۔ خون مریض کو صرف اشد ضرورت کے وقت ہی لگایا جاتا ہے اور وہ ضرورت ہر لحاظ سے طبی نوعیت کی ہوتی ہے۔ لیکن دودھ کی ضرورت بھوک کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ بنیادی ضرورت ہے جس کا طب سے زیادہ عام زندگی سے تعلق ہے، یعنی دودھ کا شمار کمالیات وتحسینیات میں ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ دودھ طاہر ہے لیکن خون نجس ہے اس لیے انہیں ایک دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

[29]احناف کے ہاں دودھ مختلط ہونے کی صورت میں جس کے دودھ کا غلبہ ہے اس سے بہر حال رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر اس میں کسی عورت کے دودھ کے علاوہ کسی دوا یا کھانے کی چیز کو ملایا جائے تو غالب کا اعتبار ہو گا۔

[30] صحیح یہی ہے کہ یقین کے مقابلے میں شک کو ترک کر دیا جاتا ہے لیکن یہاں اس مسئلے میں شک کو ترک کرنے کے باوجود شکوک وشبہات پیدا ہو رہے ہیں۔

[31]البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح، حدیث نمبر:3560

[32] یہ مصلحت وضرورت وقتی اور قلیل ہے جس کا تعلق صرف طفل کے ساتھ ہے جبکہ اس کے مقابلے میں اس طرح کے اداروں کے قیام سے متعدد شرعی مفاسد جیسا کہ رضیع ومرضعہ کی جہالت کے سبب احکام حرمت رضاعت کی پاسداری کا ناممکن ہونا وغیرہ پیدا ہوں گے اس لیے بحالت موجودہ فقہی قاعدہ "درء المفاسد اولی من جلب المصالح" کے تحت اس طرح کے ادارے قائم کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز ضرر اشد کے مقابلے میں ضرر اخف ختم ہو جاتا ہے۔

[33]مجلۃ المجمع الفقہ الاسلامی، ج:2، ص:284

[34]جن میں علمائے کویت اور بعض دیگر معاصر فقہاء اور اطباء کے ساتھ ساتھ مفتی عبد القیوم ہزاروی صاحب بھی شامل ہیں۔

[35] فتاوی قطاع الافتاء الکویت، ج:4، ص:123

[36] ان قیود کو پورا کرنا تکلفات سے خالی نہیں ہے نیز ایک بھاری سرمایہ کے بغیر ان کا پورا کرنا ممکن نہیں ہے، جس کے ساتھ یہ بھی احتمال ہے کہ کسی عارضی کے سبب یہ سب قیمتی سرمایہ کاری ضائع بھی جا سکتی ہے۔(بنوک الحلیب للدکتور امل الدباسی، ص:487)

[37] فتاوی قطاع الافتاء الکویت، ج:2، ص:133

[38] الدکتور، محمد صدقی بن احمد بن محمد البورنو ، الوجيز في إيضاح قواعد الفقه الكلية، ص:26

[39] ایضا:87

[40] یہاں بچوں کی ایک قلیل تعداد اس کی محتاج ہے۔اور فقہی قاعدہ ہے "العبرة للغالب الشائع لا للقليل النادر" کہ اعتبار غالب اور شائع کا کیا جائے گا قلیل اور نادر کا نہیں کیا جائے گا۔

[41] محمد اسحاق بروہی، شیر مادر بینک (Mother's Milk Bank) کا شرعی

42 آرٹیکل، 2019ء، 54http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/